Please purchase PDFcamp Printer on http://www.verypdf.com/ to remove this watermark.

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

جیسا کہ آپ حضرات کو علم ہے کہ موجودہ دور میں بعض مغربی ممالک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے آپ کے کچھ خاکوں (کارٹون) کی اشاعت کی ہے۔ اس پر مسلمانوں کو شدید غصہ ہے اور درحقیقت اس پر جتنا غصہ کیا جائے کم ہے، لیکن اسکے لیے مسلمانوں نے اپنے غصہ اور جذبات کے اظہار کیلئے جو طریقہ احتجاج اور ممنوعات کے بائیکاٹ کا اختیار کیا ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ سوالات تمام آدمیوں کے ذہنوں میں ابھر رہے ہیں۔ جنکا حل آپ علمائے کرام ہی پیش کر سکتے ہیں لہٰذا مہربانی فرما کر ان سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں۔

(۱) تحفظ ناموس رسالت کی شرعی حیثیت اور حدود کیا ہیں؟

(۲) اور اگر کوئی شخص یا حکومت اسکا ارتکاب کرتی ہے تو شرعاً اسکی سزا کیا ہے؟

(۳) موجودہ دور میں اگر شرعی سزا کا نفاذ ناممکن ہو تو مسلمانوں کیلئے اس سے برأت اور بچاؤ کیلئے کیا حکم ہے کہ وہ کیا طریقہ اختیار کریں؟

(۴) اس بنا پر اُن سے تجارتی تعلقات ختم کر لینا یا معاہدات ختم کر دینا شرعی رُو سے جائز ہے یا نہیں؟ ۲/۸۵۹

(۵) اگر کسی کمپنی یا شخص کا اس توہین والے عمل کے ساتھ بلاواسطہ کوئی تعلق نہ ہو محض ایک علاقائی یا لسانی تعلق ہو۔ کیا اس بنا پر اس شخص یا کمپنی کا بائیکاٹ کرنا اور لوگوں کو اسکی ترغیب دینا کیسا ہے؟

محمد فائز گلشن اقبال

(جوابات منسلکہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں)

Please purchase PDFcamp Printer on http://www.verypdf.com/ to remove this watermark.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

۱ــ۲ ــــــ تحفظ ناموس رسالت تمام مسلمانوں کا دینی اور شرعی فریضہ ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تو ہماری اپنی جانوں سے بھی بہت زیادہ ہے چنانچہ ارشاد باری ہے۔

النبی اولیٰ بالمؤمنین من أنفسھم (سورۃ الاحزاب)

ترجمہ :- نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مومنین کے ساتھ تو ان کے نفس (اور ذات) سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ تفسیر معارف القرآن میں اس آیت کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــــ ما من مؤمن الا وأنا اولی الناس بہ فی الدنیا والاخرۃ اقرؤا ان شئتم النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم اھ

ترجمہ :- کوئی مومن ایسا نہیں جس کے لئے میں دنیا و آخرت میں سارے انسانوں سے زیادہ اولیٰ و اقرب نہ ہوں، اگر تمہارا دل چاہے تو اس کی تصدیق کے لئے قرآن کی یہ آیت پڑھ لو (النبی اولی بالمؤمنین) (صحیح البخاری ج ۲/۷۰۵)

جس کا حاصل یہ ہے کہ میں (یعنی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم) ہر مؤمن مسلمان پر ساری دنیا سے زیادہ شفیق و مہربان ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ اس کا لازمی اثر یہ ہونا چاہیے کہ ہر مؤمن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سب سے زیادہ ہو، جیسا کہ حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے۔

لا یؤمن احدکم حتی أکون أحب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

(بخاری، مسلم، مظہری)

ترجمہ : تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اس کے دل میں میری محبت اپنے باپ، بیٹے اور سب انسانوں سے زیادہ نہ ہو۔ (معارف القرآن ج ۷/۸۷)

چنانچہ ذیل میں چند احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ ذکر کی جاتی ہیں جن سے تحفظ ناموس رسالت کی اہمیت واضح ہوتی ہے ــــــ جاری ہے۔

Please purchase PDFcamp Printer on http://www.verypdf.com/ to remove this watermark.

باب الحكم فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم

حدثنا عباد بن موسى الختلي نا اسماعيل بن جعفر المدني، عن إسرائيل عن عثمان الشحام، عن عكرمة قال: نا ابن عباس إن أعمى كانت له ام ولد تشتم النبي صلى الله عليه وسلم وتقع فيه فينهاها فلا تنتهي ويزجرها فلا تزجر قال فلما كانت ذات ليلة جعلت تقع في النبي صلى الله عليه وسلم وتشتمه فأخذ المغول فوضعه في بطنها واتكأ عليها فقتلها فوقع بين رجليها طفل فلطخت ما هناك بالدم فلما أصبح ذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فجمع الناس فقال: أنشد الله رجلا فعل ما فعل لي عليه حق الا قام فقام الاعمى يتخطى الناس وهو يتزلزل حتى قعد بين يدي النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله أنا صاحبها كانت تشتمك وتقع فيك فأنهاها فلا تنتهي، وأزجرها فلا تنزجر، ولي منها ابنان مثل اللؤلؤتين وكانت لي رفيقة فلما كان البارحة جعلت تشتمك وتقع فيك، فأخذت المغول فوضعته في بطنها واتكأت عليها حتى قتلتها فقال النبي صلى الله عليه وسلم ألا اشهدوا أن دمها هدر.

في المستدرك على الصحيحين للإمام الحاكم النيسابوري ج ٤/٣٩٤

هذا حديث صحيح الاسناد على شرط مسلم ولم يخرجاه (وقال الذهبي في التلخيص صحيح) كذا في هامش المستدرك ج ٤/٣٩٤

وفي نيل الأوطار للعلامة الشوكاني ج ٧/١٥٨ وحديث ابن عباس سكت عنه ايضاً ابو داؤد والمنذري وقال الحافظ في البلوغ المرام إن رواته ثقات

وكذا في بذل المجهود ج ١٧/٢٩٨

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ام ولد باندی تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور آپ کی شان میں گستاخی کرتی تھی، وہ اس کو روکتے تھے مگر وہ نہ رکتی تھی وہ اسے ڈانٹتے تھے مگر وہ مانتی نہ تھی، راوی کہتے ہیں کہ جب ایک رات پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنی اور گالیاں دینی شروع کیں تو اس نابینا نے ہتھیار (خنجر) لیا

جاری

Please purchase PDFcamp Printer on http://www.verypdf.com/ to remove this watermark.

اور اس کے پیٹ میں رکھا اور وزن ڈال کر دبا دیا اور مار ڈالا، عورت کی ٹانگوں کے درمیان بچہ نکل پڑا، جو کچھ وہاں تھا خون آلود ہو گیا جب صبح ہوئی تو یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ذکر کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا پھر فرمایا میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے کیا جو کچھ کیا میرا اس پر حق ہے وہ کھڑا ہو جائے تو نابینا کھڑا ہو گیا، لوگوں کو پھلانگتا ہوا اس حالت میں آگے بڑھا کہ وہ کانپ رہا تھا، حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ہوں اس مارنے والا، یہ آپ کو گالیاں دیتی تھی اور گستاخیاں کرتی تھی میں اسے روکتا تھا وہ رکتی نہ تھی اور اس سے میرے دو بچے ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں اور وہ مجھ پر مہربان بھی تھی لیکن آج رات جب اس نے آپ کو گالیاں دینی اور برا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے خنجر لیا اس کے پیٹ پر رکھا اور زور لگا کر اسے مار ڈالا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں گواہ رہو اس کا خون (ھدر) بے سزا ہے۔ (رواہ ابوداؤد ج ۲ / ۲۵۱ مکتبہ حقانیہ)

عن علی رضی اللہ عنہ ان یھودیہ کانت تشتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتقع فیہ فخنقھا رجل حتی ماتت فابطل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دمھا۔

وفی نیل الاوطار للعلامہ الشوکانی ج ۷ / ۱۵۸ وحدیث الشعبی عن امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سکت عنہ ابوداؤد وقال المنذری ذکر بعضھم ان الشعبی سمع من امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ وقال غیرہ انہ رآہ ورجال اسناد الحدیث رجال الصحیح۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور برا کہتی تھی تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو ناقابل سزا قرار دیدیا (ابوداؤد ج ۲ / ۲۵۲)

ابن خطل کی گانے والی دونوں باندیوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان دونوں کے قتل کرنے کا حکم بھی اس لئے دیا گیا کہ یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدگوئی کے اشعار گایا کرتی تھیں، ان میں سے ایک قتل کی گئی اور دوسری بھاگ گئی تھی بعد میں آکر مسلمان ہو گئی [رواہ فی ھامش ابوداؤد ج ۲ / ۹ کذا فی ھامش البخاری ج ۲ / ۶۱۴]

جاری ہے...

Please purchase PDFcamp Printer on http://www.verypdf.com/ to remove this watermark.

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حویرث ابن نقید کو قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا یہ بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچایا کرتا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا (کذا فی ھامش البخاری ج ۲/۶۱۴)

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا مباح الدم (خون جائز) بن جاتا ہے اور حق کا علمبردار سزاؤں کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ ثواب کا حق دار ہو جاتا ہے۔

۲ ــــــ لہذا اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں صراحتاً یا تعریضاً قولاً یا عملاً بدگوئی اور گستاخی کرے، تو شرعاً گستاخی کرنے والا شخص قتل کا مستحق ہے اور قتل کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہے کہ وہ ہر طریقے سے ایسے مجرم کو نکال کر اس پر قتل کی سزا جاری کرے، عام آدمی کے لئے قانون کو نافذ کو اپنے ہاتھ میں لینا مناسب نہیں، لیکن اس کے باوجود اگر کسی عام شخص نے ایسے گستاخ اور بدگوئی کرنے والے شخص کو قتل کر دیا تو اس پر شرعاً نہ ضمان ہے اور نہ تاوان کیونکہ ایسا شخص مباح الدم ہو جاتا ہے یعنی جائز القتل ہو جاتا ہے۔ عام شخص کے لئے ایسا کرنا صرف خلاف انتظام ہے۔

مذکورہ تفصیل اس وقت ہے جبکہ گستاخی کرنے والا حربی کافر ہو یا مسلمان ہو لیکن اگر گستاخی کرنے والا ذمی کافر ہو تو خلاصۃ الفتاوی کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا عقد ذمہ ختم ہو جائے گا۔ لہذا اس کا حکم بھی کافر حربی کی طرح ہو جائے گا چنانچہ علامہ عینی اور علامہ ابن الہمام کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے لیکن علامہ شامی رحمہ اللہ کی تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عہد ذمہ تو ختم نہ ہوگا لیکن انتظامی اور تعزیری طور پر حکومت وقت اس کو قتل کر سکتی ہے جبکہ وہ علانیہ سب وشتم کرے اور اس کو عادت بنالے۔

قال العلامہ الشامی فی رسائل ابن عابدین ج ۱/۲۵۴

(والحاصل) ان الذمی یجوز قتلہ عندنا لکن لاحد ابن تعزیرا فقتلہ لیس فی الفا المذھب واما انہ ینتقض عھدہ فمخالف للمذھب ای علی ما ھو المشھور منہ فی المتون والشروح والا فمی حاشیۃ السید محمد ابی السعود الازھری علی شرح منلا مسکین قال وفی الذخیرۃ اذا ذکرہ بسوء یعتقدہ ویتدین بہ بان قال انہ لیس برسول او انہ قتل الیھود بغیر حق او نسبہ الی الکذب فعند بعض الائمۃ لا ینتقض عھدہ اما اذا ذکرہ

Please purchase PDFcamp Printer on http://www.verypdf.com/ to remove this watermark.

بما لا يعتقده ولا يتدين به كما لو نسب الى الزنا او طعن فى نسبه ينتقض انتهى

وبه يتأيد ما بحثه الامام العينى والمحقق ابن الهمام من حيث الانتقاض ايضا

فليس خارجا عن المذهب بالكلية نعم هو خلاف المشهور اه

وفى خلاصة الفتاوى ج ٤/ ٣٨٦

وفى المحيط من شتم النبى صلى الله عليه وسلم واهانه أو عابه فى امر دينه او فى شخصه

او فى وصف من اوصاف ذاته سواء كان الشاتم متلا من امته او غيرها

وسواء كان من اهل الكتاب أو غيره ذميا كان او حربيا سواء كان الشتم أو

الاهانة أو العيب صادرا عنه عمدا أو سهوا أو غفلة أو جدا أو

هزلا فقد كفر خلودا بحيث ان تاب لم يقبل توبته ابدا لا عند الله و

لا عند الناس وحكمه فى الشريعة المطهرة عند المتأخرين المجتهدين اجماعا

وعند المتقدمين القتل قطعا ولا يدى امن السلطان ونائبه فى حكم قتله

وفى روح المعانى للآلوسى رحمه الله تحت قوله وان نكثوا ايمانهم من بعد عهدهم

وطعنوا فى دينكم فقاتلوا ائمة الكفر (الآية)

قال الآلوسى: ومن ذلك الطعن فى القرآن وذكر النبى صلى الله عليه وسلم وحاشاه بسوء

فيقتل الذمى به عند جميع مستدلين بالآية سواء شرط انتقاض العهد

به أم لا وممن قال بقتله (اذا أظهر الشتم والعياذ بالله) مالك والشافعى وهو

قول الليث وافتى به ابن الهمام ج ٥/ ٣١٠

وفى تكملة فتح الملهم ج ٣/ ٢١٤

ثم قد استدل السهيلى بهذا الإذن على جواز قتل المعاهد اذا سب الشارع

ولكن رده الحافظ فى الفتح وقال (فيه نظر، وصنيع المصنف فى الجهاد يعطى

ان كعبا كان محاربا، حيث ترجم بهذا الحديث "القتل بأهل الحرب"

وترجم له ايضا "الكذب فى الحرب" وفيه جواز قتل المشرك بغير دعوة

Please purchase PDFcamp Printer on http://www.verypdf.com/ to remove this watermark.

قال العبد الضعيف عفا الله عنه: ان المعاهد انما يبقى في ذمة المسلمين مالم ينتقض
لاهل الحرب، وقد ثبت عن كعب بن الاشرف انه كان يحرض قريشا على المسلمين
وينصرهم عليهم، فانتقضت ذمته بهذا وبسب النبي صلى الله عليه وسلم وصار محاربا
وجاز قتله، دون أن ينبذ على سواء۔

في الشامية ج ۴ / ۲۱۵ (قوله بأنه يقتل) لم يقيده بما اذا اعتاده كما قيد به أولا
فظاهره أنه يقتل مطلقا وهو موافق لما أفتى به الخير الرملي ولما مر عن
العيني والمقدسي، لكن علمت تقييده بالإعلان أو بما في الصارم المسلول
من اشتراط التكرار

۳ ـــــ ایسی صورت میں ہر مسلمان کے ذمہ ہے کہ حتی قوت وطاقت ہو جائز ممکن طریقوں
کے ذریعہ ایسی گستاخانہ حرکتوں کو اور ایسی گستاخانہ حرکت کرنے والوں کو اور ان کے اسباب و
ذرائع کو روکیں اور جس کو قدرت نہ ہو اس کو زبان سے اس کی خرابی اور برائی کا بیان کرنا واجب
ہے اور جس کو زبان سے کہنے میں جان ومال کا خطرہ ہو اس کو دل میں برا جاننا واجب ہے۔
جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں یہی تفصیل آئی ہے۔ باقی اس سلسلے میں احتجاج کرنا درست ہے
بشرطیکہ احتجاج پر امن طریقے سے ہو اور اس میں حرام اور ناجائز کاموں کا ارتکاب نہ ہو۔
مثلاً لوگوں کی املاک اور اموال کو نقصان پہنچانا جلاؤ، گھیراؤ اور پتھراؤ کرنا کیونکہ یہ سب گناہ
کے کام ہیں جو حرام اور ناجائز ہیں ان سے بچنا ہر حال میں لازم ہے۔

في صحيح مسلم ج ۱ / ۵۱ فقال ابو سعيد رضي الله عنه اما هذا فقد قضى ما عليه
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان
لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان

وفي شرح النووي لصحيح المسلم ج ۱ / ۵۱

قوله صلى الله عليه وسلم فليغيره فهو امر ايجاب باجماع الامة .....
وأما صفة النهي ومراتبه فقد قال النبي صلى الله عليه وسلم في هذا الحديث
الصحيح فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه

جاری ہے..

Please purchase PDFcamp Printer on http://www.verypdf.com/ to remove this watermark.

معناہ فلیکرھہ بقلبہ ولیس ذلک بازالۃ وتغییر منہ لمنکر

لکنہ ھو الذی فی وسعہ۔

۴ ——— گستاخی کرنے والوں سے تجارتی تعلقات یا معاھدات ختم کرلینا شرعاً جائز ہے

بلکہ بلاضرورت شدیدہ گستاخی کرنے والوں کے ساتھ تجارتی تعلقات رکھنے سے احتراز

(کما قال المفتی الاکبر الشیخ محمد شفیع فی عقود التجارۃ مع الفرقۃ القادیانیہ فی امداد المفتین صفحہ ۱۰۲۵)

چنانچہ کتب احادیث میں ثمامہ ابن اثال رضی اللہ عنہ کا واقعہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے ثمامہ ابن اثال رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے سردار تھے اور اسلام لانے کے بعد جب وہ مکہ گئے اور اھل مکہ نے ان کے اسلام لانے کو توھین آمیز الفاظ سے تعبیر کیا تو انہوں نے اھل مکہ کے ساتھ تجارتی تعلقات ختم کردیئے اس طور پر کہ اھل مکہ کے لئے یمامہ سے آنے والے غلّہ کی درآمد پر پابندی لگائی اور یہ کہا کہ اس وقت تک یہ پابندی برقرار رہے گی جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت نہ دیدیں، چنانچہ جب اھل مکہ غلّہ کی درآمد پر پابندی کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہوئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ ثمامہ ابن اثال رضی اللہ عنہ کے نام والا نامہ تحریر فرمائیں کہ وہ اس پابندی کو ختم کریں، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہوئے ثمامہ ابن اثال رضی اللہ عنہ کی جانب ایک مکتوب مبارک تحریر فرماکر ارسال کیا اس کے بعد یہ پابندی ختم کردی گئی، اور معاھدات ختم کرنے کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو انصار اور مہاجرین کے درمیان ایک تحریری معاھدہ فرمایا اور اس معاھدہ میں یہود کو بھی شامل کیا، لیکن بعد میں یہود کی سازشوں، ریشہ دوانیوں اور گستاخیوں کی بناء پر معاھدہ ختم فرمایا حتی کہ بعض یہود کے خلاف جہاد فرمایا اور بعض یہود کو جلاوطن فرمایا۔

فی صحیح مسلم ج ۲/ ۹۳

عن قتیبۃ بن سعید قال نا لیث عن سعید بن ابی سعید انہ سمع ابا ھریرۃ رضی اللہ عنہ یقول

بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیلاً قبل نجد فجاءت برجل من بنی حنیفۃ یقال لہ ثمامۃ

Please purchase PDFcamp Printer on http://www.verypdf.com/ to remove this watermark.

وان تُنعم تنعم على شاكر وان كنت تريد المال فسل تُعط منه ما شئت فتركه
رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى كان من بعد الغد فقال ما عندك يا ثمامة قال ما قلت لك ان
تنعم تنعم على شاكر وان تقتل تقتل ذا دم وان كنت تريد المال فسل تُعط منه
ما شئت فتركه رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى كان من بعد الغد فقال ما ذا عندك
يا ثمامة فقال عندي ما قلت لك ان تُنعم تنعم على شاكر وان تقتل تقتل ذا
دم وان كنت تريد المال فسل تعط منه ما شئت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اطلقوا ثمامة فانطلق الى نخل قريب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال
اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله يا محمد والله ما كان
على الارض من وجه ابغض الي من وجهك فقد اصبح وجهك احب الوجوه كلها
الي والله ما كان من دين ابغض الي من دينك فاصبح دينك احب الدين كله
الي والله ما كان من بلد ابغض الي من بلدك فاصبح بلدك احب البلاد كلها
الي وان خيلك أخذتني وانا اريد العمرة فماذا ترى فبشره رسول الله
صلى الله عليه وسلم وامره ان يعتمر فلما قدم مكة قال له قائل اصبوت فقال لا
ولكني اسلمت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا والله لا يأتيكم من اليمامة حبة حنطة
حتى يأذن فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم.

في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ج٨/ ص٥١٢

(والله لا يأتيكم من اليمامة حبة حنطة حتى يأذن فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم رواه مسلم
واختصره البخاري) في الهداية: ولا ينبغي أن يباع السلاح من اهل الحرب
اذا حضروا مستأمنين، ولا يحمل اليهم مع التجار الى دار الحرب لأنه عليه الصلاة
والسلام نهى عن بيع السلاح من اهل الحرب وحمله اليهم، قال ابن الهمام:
المعروف ما في سير البيهقي، ومسند البزار ومعجم الطبراني عن عمران بن حصين رضي الله عنه:

جاري ہے...

Please purchase PDFcamp Printer on http://www.verypdf.com/ to remove this watermark.

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع السلاح فى الفتنة. قال البيهقى: الصواب أنه موقوف. قال صاحب الهداية: وهو القياس فى الطعام أى القياس فيه أن يمنع من حمله الى دار الحرب لأنه به التقوى على كل شيئ، والمقصود اضعافهم إلا أنا عرفنا نقل الطعام اليهم بالنص يعنى حديث ثمامة، وحديث أسامه، رواه البيهقى من طريق محمد بن اسحاق، عن سعيد المقبرى، عن ابى هريرة، وذكر قصة إسلام ثمامه، وفى آخره قوله لأهل مكة حين قال له قائل، صبوت فقال، إى والله ما صبوت ولكن أسلمت وصدقت محمداً وآمنت به، وايم الله الذى نفس ثمامة بيده لا تأتيكم حبة من اليمامة، وكانت قريب مكة حتى يأذن فيها محمد، فانصرف الى بلده، ومنع الحمل إلى مكة حتى جهدت قريش، فكتبوا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يسألونه بأرحامهم أن يكتب إلى ثمامه يحمل اليهم الطعام، ففعل رسول الله صلى الله عليه وسلم

كذا فى تكملة فتح الملهم ج ٢ / ١٢١ ذكره الحافظ فى فتح البارى ج ٨/ ٨٨ وكذا فى عمدة القارى ج ١٨/ ٢٣

فى الصارم المسلول لابن تيمية ٦٢

قال محمد بن اسحاق يعنى فى أول ما قدم النبى صلى الله عليه وسلم المدينة وكتب رسول الله صلى الله عليه وسلم كتابا بين المهاجرين والانصار وادع فيه يهود وعاهدهم وأقرهم على دينهم و اموالهم واشترط عليهم، وشرط لهم ..... وقال بعد اسطر ..... فإذا كان النبى صلى الله عليه وسلم قد عاهد المعاهدين اليهود عهدا أبغير ضرب جزية عليهم، ثم إنه أهدر دم يهودية منهم لأجل سب النبى صلى الله عليه وسلم فأن يهدر دم يهودية من اليهود الذين ضربت عليهم الجزية والزموا احكام الملة لأجل ذلك اولى واحرى. ولو لم يكن قتلها جائزا لبين للرجل قبح ما فعل، فإنه قد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قتل نفسا معاهدة بغير حقها لم يرح رائحة الجنة ولا وجب ضمانها أو الكفارة كفارة قتل المعصوم فلما اهدر

Please purchase PDFcamp Printer on http://www.verypdf.com/ to remove this watermark.

۵ ـــــــ اگر کسی کمپنی یا شخص کا اس توہین والے عمل کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو محض ایک علاقائی یا لسانی تعلق ہو تو اگر وہ ان کے اس برے عمل کے حامی ہوں تو ان کا وہی حکم ہے جو جواب نمبر ۴ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور اگر کمپنی یا شخص ان کے اس برے عمل سے بیزاری اور لاتعلقی اختیار کریں تو ایسی صورت میں اگر کمپنی کی آمدنی کا فائدہ گستاخوں کو پہنچ رہا ہو تو اس کمپنی کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ البتہ اس شخص سے جو بیزاری اور لاتعلقی اختیار کرے اس سے تعلق رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

محمد عدنان عفی عنہ

دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴

۱۴۲۷/۲/۱ھ

الجواب صحیح

۲/۸۵۹

الجواب صحیح

۱۱ صفر الخیر ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح

۱۱/۲/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح

۱۱/۲/۱۴۲۷ھ